امام جلال الدین السیوطیؒ کی تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور میں اشعار عرب سے استشہاد کا علمی جائزہ

A view of cross- referencing from Arabic poetry in Tafseer Ad-dur-ul - Mansoor by Sayooti

☆ ڈاکٹر عرفان اللہ

Abstract:

This paper describes that if we want to know about poetry we must understand that out of context we can never arrive at our destination. The Quran should be read and understood in totality of its message and spirit. Its verses are local and universal. Some verses are in local environments but leave universal and eternal message.The verses of Sura'h Yasin and Sura'h Najm related to poetry clearly exhibit the truth that God rejected the claim of the infidels who regarded the Quran as the book of poetry and Prophet Mohammad as a poet. The poets in general are not condemned in Sura Yasin. It is an apt reply to the infidels that the Quran is a message from God with a serious mission and motto. The Holy Prophet used to ask people to recite the holy poetry of Hazrat Abu Talib. Hassan bin Sabit used to recite "Naat" in the presence of the Prophet. Hazrat Ali was also a poet. They enhanced the divine mission of the prophets through their facile pen and noble spirit. Hence in the light of above brief dissertation we can profess that Islam does not oppose poetry if it is written on didactic and divine lines.

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب عربی میں نازل فرما کر اس زبان کو شرف فضیلت عطا فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ﴾(۱) ''بے شک ہم نے اسے اتارا قرآن عربی زبان میں تاکہ تم خوب سمجھ لو'' ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلھم یتقون

☆ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

﴾"قرآن عربی زبان میں ہے اس میں ذرا کجی بھی نہیں ہے"۔(۲) ایک اور جگہ ارشاد ہے:﴿کتاب فصلت آیاته قرآنا عربیا لقوم یعلمون﴾(۳)"ایسی کتاب جس کی آیات واضح ہیں وہ قرآن عربی زبان میں ہے سمجھنے والی قوم کے لئے"۔

اسلام سے پہلے بھی عربی زبان کو نمایاں حیثیت حاصل تھی اور یہ معیار کے اعلیٰ پائے تک پہنچ چکی تھی۔ چونکہ اس زمانے کے لوگ خانہ بدوش زندگی گزارنے کی وجہ سے وسائل کی تلاش میں ادھر اُدھر بھٹکتے رہتے تھے جو ان کو بارہا دوسرے قبائل کے ساتھ جنگ و جدل تک پہنچا دیتی تھی۔عرب جنگ کی مناسبت سے اپنی بہادری کے واقعات فصیح و بلیغ اشعار میں ذکر کیا کرتے تھے۔عربی ادب میں اس صنف کو حماسہ کہا جاتا ہے۔عرب نظم و نثر پر خصوصی دسترس کے اس کمال کو صرف اپنے تک محدود سمجھتے ہوئے غیر عرب کو عجم شمار کیا کرتے تھے۔

کسی بھی زبان کے ادب میں شعر کو شہ رگ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔اور یہ تعریف اشعار عرب پر زیادہ صادق آتی ہے۔

شعر کی تعریف:

الشعر قول یقصد به الوزن و التقفیة (۴) شعر سے مراد وہ قول ہے جس سے وزن اور قافیہ کا قصد کیا گیا ہو۔

اسلام اور شعر گوئی:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:ان من الشعر لحکمة (۵) "بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں"۔ امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا "کہ لوگوں کو اشعار کی تعلیم کا حکم دو کیونکہ یہ اعلیٰ اخلاق، رائے کی درستگی اور انساب کی پہچان پر دلالت کرتے ہیں"۔حضرت علیؓ نے فرمایا:الشعر میزان القول"، شعر قول کا میزان ہے"۔

عمر فاروقؓ حسان بن ثابتؓ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو شعر گوئی سے منع کیا تو حسانؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم تجھے معلوم ہے کہ میں اسی مسجد میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اشعار سنایا کرتا تھا۔آپ ﷺ نے مجھے کبھی منع نہیں کیا تھا۔عمرؓ نے آپ کی تصدیق کی(۶)۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو بیشک جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔(۷)

اشعار عرب اور علم تفسیر:

اشعار کسی بھی زبان کے لیے ان کے اظہار مافی الضمیر کا ذریعہ اور اس زبان کے لیے الفاظ کا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ کا قول ہے: ''کتاب اللہ کی قراءت کرتے ہوئے تمہیں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو عرب کے اشعار میں تلاش کرو۔ کیونکہ شعر عرب کا دیوان ہے''۔ اور ابن عباسؓ سے جب کبھی قرآن کے متعلق پوچھا جاتا تو اس کی تفسیر کرتے اور تائید میں شعر سناتے تھے۔(۸)

مشہور مفسرین کا اشعارِ عرب سے استدلال کا منہج:

تفسیر الطبری تفسیر بالماثور میں کامل تفسیر تصور کی جاتی ہے۔ امام طبریؒ نے جا بجا اپنی تفسیر میں اشعار نقل کیے ہیں۔ جس سے ہم آسانی اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تفسیر بالماثور میں اشعار عرب سے استدلال کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ امام طبریؒ ﴿و ثیابك فطھر﴾(۹) کی تفسیر میں ثیاب کا معنٰی واضح کرنے کے لیے شعر کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں:

و انی بحمد الله لاثوب فاجر لبست و لا من غدرة اتقنع(۱۰)

''بحمد اللہ نہ میں نے فسق و فجور کا لباس پہنا ہے، اور نہ ہی خیانت اور بدعہدی کا کپڑا اوڑھا ہے۔''

نص قرآنی کی وضاحت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ۔ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾(۱۱) ترجمہ: ''اور شعراء کی پیروی حق سے بھٹکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں اور وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہے اور انتقام لیتے ہیں اس کے بعد کہ ان لوگوں پر ظلم کیا گیا اور عنقریب جان لیں گے جنہوں نے ظلم کئے کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جا رہے ہیں''

ان آیات کی تفسیر میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ شعراء سے مراد ''کفار'' ہیں جن کی تابعداری گمراہ

جنات اور انسان کرتے ہیں۔ اور عبد الرحمٰن بن زیدؒ کہتے ہیں کہ میرے والد سے ایک شخص نے کہا: اے ابو اسامۃ! اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو میرے والد نے کہا: اس سے مراد مشرکین شعراء ہیں نہ کہ مسلمین شعراء۔ اور ابن عباسؓ نے 'الغاون" کی تفسیر سفہاء (بے وقوف) سے کی ہے اور ان آیات کا شان نزول بھی یہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو آدمی تھے۔ ایک انصاری تھا جبکہ دوسرا الگ قبیلے کا تھا ان دونوں نے ایک دوسرے کی ہجو کی اور ان کے ساتھ کچھ بے وقوف لوگ بھی تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حسان بن ثابتؓ، عبداللہ بن رواحۃؓ اور کعب بن مالکؓ روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تو شعراء ہیں ہم تو ہلاک ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آخری آیت نازل فرمائی۔ ﴿إلا الذین آمنوا وعملوا الصلحت﴾ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی مصداق تم ہو اور ﴿سیعلم الذین ظلموا﴾ کے مصداق کفار ہیں۔ (۱۲)

آیت کی اس تفسیر سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جن شعراء کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں وہ کفار ہیں۔

امام جلال الدین السیوطیؒ:

اسلامی علمی اور ادبی دنیا میں امام جلال الدین السیوطیؒ ایک معروف نام ہے۔ آپ کا پورا نام عبدالرحمٰن بن ابی بکر محمد بن سابق الدین الخضرمی، [849-911ھ] ہے۔ آپ بلند پایہ عالم، مفسر، محدث، مؤرخ اور ادیب تھے۔ علم تفسیر بالماثور کے میدان میں الدرالمنثور فی التفسیر الماثور آپ کا عظیم تصنیفی کارنامہ ہے۔ (۱۳)

امام جلال الدین السیوطیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور میں اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے کافی مقامات پر عربی اشعار سے استدلال پیش کیا ہے۔

ذیل میں مذکورہ تفسیر میں عربی اشعار سے استدلال کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

عقائد میں اشعار سے استشہاد:

امام سیوطیؒ نے عقائد کے باب میں احادیث رسول اور آثار صحابہ وتابعین سے استدلال کے ساتھ ساتھ اشعار عرب سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں اس مناسبت سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) وأخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له اخبرنی عن قوله عزوجل ﴿الذین یؤمنون بالغیب﴾ قال ما غاب عنهم من امر الجنة والنار قال هل تعرف العرب

ذالك ؟ قال نعم أما سمعت اباسفیان بن الحارث [۱۴] : یقول :

''طستی نے اپنے مسائل میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے ''یؤمنون بالغیب'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جو لوگوں کے حواس سے غائب ہے مثلاً جنت، دوزخ۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کیا تو نے ابوسفیان کا یہ شعر نہیں سنا''۔

و بالغیب امنا و قد کان قومنا　　　یصلون للاوثان قبل محمد [۱۵]

''ہم غیب پر ایمان لائے ہیں جبکہ ہماری قوم محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بتوں کی پوجا کرتی تھی''

امام السیوطیؒ نے ایمان بالغیب کے عقیدے کو احادیث و آثار کے بعد عرب کے اشعار سے بھی ثابت کردیا۔ یہ ایک بنیادی عقیدہ جو قرآن و احادیث سے ثابت ہے امام صاحبؒ نے اس کو اشعار عرب سے ثابت کر کے اس عقیدے کی توثیق کردی۔

(۲) وأخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قوله عزوجل ﴿ختم الله علیٰ قلوبهم﴾ قال طبع علیهاقال : وهل تعرف العرب ذالك ؟ قال نعم اما سمعت الاعشیٰ [۱۶] و هویقول:

''طستی نے مسائل میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے ''ختم اللہ'' کی تفسیر پوچھی تو ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ نافع نے کہا کیا ختم کا مفہوم عرب جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے اعشیٰ کا یہ قول نہیں سنا''۔

وصهباء طاف یهودیها　　　فابرزها و علیها ختم [۱۷]

''یہود نے صہباء کا طواف کیا پس اس نے ان پر مہر لگادی''

امام السیوطیؒ دلوں پے نافرمانی کی وجہ مہر ثبت کرنے کی حقیقت کو احادیث و آثار کے ساتھ عربی ادب سے بھی اس کے مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دلیل کے طور پر عرب کے مشہور شاعر الاعشیٰ کا شعر نقل کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا مقصد اس کے مفہوم کو پکا کرنا ہے۔

(۳) واخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ ، أن نافع بن الأزرق قال له اخبرنی عن قوله عزوجل ﴿فی قلوبهم مرض﴾ قال: النفاق ، قال و تعرف العرب ذالك ؟ قال نعم ، اماسمعت قول الشاعر ؟یقول :

طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے ''فی قلوبھم مرض'' کی وضاحت طلب کی۔تو فرمایا: مرض کا مطلب نفاق ہے۔نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا''

أجامل أقواما حياء وقد ارىٰ　صدورهم تغلي عليّ مراضها(۱۸)

''میں ایک قوم سے حیا کی وجہ سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے سینے مجھ پر منافقت کی وجہ سے کھولتے ہیں''۔

عقیدہ ایک امر باطنی ہے۔منافقت امور پوشیدہ میں سے ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کی وضاحت کے لیے مرض کا لفظ استعمال کیا جس سے مراد نفاق ہے۔اور اس معنیٰ کے اثبات کے لیے امام صاحبؒ نے یہ شعر بطور استدلال پیش کر دیا تا کہ عربی ادب سے بھی اس کا مفہوم نمایاں ہو جائے۔

احکام میں اشعار سے استشہاد:

انسان دنیا میں اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرے گا لہذا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اوامر ونواہی کی صورت میں اس کے لئے احکامات بیان فرمائے ہیں۔امام صاحب نے آیات الاحکام کے ضمن میں احادیث وآثار کے ساتھ اشعار عرب سے بھی استفادہ کیا ہے۔ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۴) واخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرني عن قوله عزوجل ﴿مواقيت للناس﴾ قال في عدة نسائهم ومحل دينهم وشروط الناس. قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم، أما سمعت قول الشاعر وهو يقول:

''طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے ''مواقیت للناس'' کی تفسیر پوچھی تو آپؓ نے فرمایا: لوگوں کی عورتوں کی عدت، قرض کی ادائیگی اور لوگوں کی شروط کے وقت کے تعین کے لئے ہیں۔نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا''

والشمس تجري على وقت مسخرة　إذا قضت سفراً استقبلت سفرا(۱۹)

''سورج فرمانبردار ہو کر ایک وقت پر چلتا ہے جب ایک ختم کرتا ہے تو نیا سفر شروع کر دیتا ہے''۔

امام صاحبؒ نے مواقیت کا معنی ومفہوم سمجھانے کے لئے شعر عرب سے حوالہ دے کر اس کو آسان بنا دیا ہے۔

(۵) واخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قوله عزوجل ﴿أو لامستم النساء﴾ قال: جامعتم النساء. وهذيل تقول: اللمس باليد. قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم، أما سمعت لبيد بن ربيعة(۲۰) وهو يقول:

''طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے ''اولامستم النساء'' کے بارے میں پوچھا۔تو فرمایا: تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور ہذیل کہتا ہے ہاتھ سے چھونا۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے لبید بن ربیعۃ کا شعر نہیں سنا''

یلمس الأحلس فی منزله بیدیه کالیهودی المصل (۲۱)

''وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں کملی سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی''

اس شعر میں امام صاحبؒ لمس کا معنی ومفہوم بنو ہذیل کی لغت میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی اصطلاح میں یہ لمس بالید کو کہتے ہیں۔

(۶) واخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قوله عزوجل ﴿أحلت لكم بهيمة الأنعام﴾ قال: يعنى به الإبل والبقر والغم. قال : وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم أما سمعت الأعشى وهو يقول:

''طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے 'احلت لکم بهیمة الانعام'' کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے اعشٰی کا قول نہیں سنا''

أهل القباب الحمر والن نعم المؤبل والقنابل (۲۲)

''سرخ قبوں، عمدہ جانوروں اور قبائل والے''

(۷) واخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قوله عزوجل ﴿والموقوذه﴾ قال: التی تضرب بالخشب حتى توت فتأكلها العرب. وذلك أنهم جادلوا المسلمين فقالوا لهم: تزعمون أنكم على دين الله وما ذبح لكم لاتأكلونه وتزعمون أنه ميتة، وما ذبحتم أنتم بأيديكم تزعمون أنه حلال لكم. قال: فهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم. أما سمعت الشاعر يقول:

''طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے "والموقوذة" کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: وہ جانور جسے لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ کفار مسلمانوں سے بحث کرتے اور کہتے کہ تم تو کہتے ہو کہ ہم اللہ کے دین پر قائم ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ذبح کرتے ہیں تو تم اس کو نہیں کھاتے اور کہتے ہو کہ یہ حرام ہے اور جب تم خود ذبح کرتے ہو تو اس کو حلال سمجھتے ہو۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا''۔

يلوينني ديني النهار وأقتضي ديني إذا وقذ النعاس الرّقدا(۲۳)

''وہ مجھ سے دن کے قرض سے ٹال مٹول کرتی ہیں جبکہ میں اپنے قرض کا اس وقت تقاضا کرتا ہوں جب نیند سونے والوں کو مارتی ہے''

معجزات میں اشعار سے استشہاد:

عقائد اور احکام کی طرح امام صاحب معجزات کی اثبات کے لئے بھی اشعار عرب سے استفادہ کرتے ہیں۔

(۸) وأخرج الطستي في مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرني عن قوله عزوجل ﴿فانجبست منه اثنتا عشره عيناً﴾ قال: أجرى الله من الصخرة اثنى عشره عينا لكل سبط عين يشربون منها. قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت بشر بن أبي خازم (۲۴) وهو يقول:

''طستی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے "فانبجست منه اثنتا عشرة عيناً" کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے بارہ چشمے جاری فرمائے۔ ہر قبیلے کے لئے ایک چشمہ تھا جس سے ان کے افراد پانی پیتے تھے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے بشر بن حازم کا شعر نہیں سنا''۔

فأسبلت العينان مني بواكف كما انهل من واهي الكلى متبجس (۲۵)

''میری دونوں آنکھیں موسلا دھار آنسو بہاتی ہیں جیسے کمزور گردے والے کا پیشاب بہتا ہے''

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا کا ذکر ہے کہ انجاس کا معنی جاری ہونا ہے اور اس کی تائید میں شعر عرب کا حوالہ دیا گیا۔

آداب اور اخلاقیات میں اشعار سے استشہاد:

قرآن پاک نے احکامات کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو آداب معاشرت کی تعلیم پر بھی زور دیا ہے۔

واخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ ان نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قوله عزوجل ﴿إلا مكاء وتصدية﴾ قال: أما المكاء فالتصفيق وأما التصدية فالصفير۔ قال:وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت قول حسان بن ثابت(۲۶) وهو يقول:

''طستی نے مسائل میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ "الا مكاء وتصدية" کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: مکاء سے مراد ساز کی آواز ہے اور تصدیہ سے مراد چڑیوں کی آواز ہے اور اس سے مراد تالیاں بجانا ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: کیا تو نے حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر نہیں سنا''۔

نقوم إلى الصلاة إذا دعينا   وهمتك الصفدى والمكاء(۲۷)

''جب ہمیں نماز کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم اس کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تیرا ارادہ شور وغل کرنا اور تالیاں بجانا ہے''۔

قرآن نے تالیوں اور سیٹھی بجانے کو مشرکین کا فعل قرار دیا ہے۔ اور یہی بات حسان بن ثابتؓ کا شعر بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک قبیح فعل ہے۔

لغت میں اشعار سے استشہاد:

لغت کے باب میں امام سیوطیؒ نے اپنی تفسیر میں اشعار عرب کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے جہاں کہیں بھی تفسیر میں کوئی مشکل لفظ سامنے آیا اس کے لئے اشعار عرب سے حوالہ پیش کیا۔ ذیل میں اس سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱۰) وأخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قوله عزوجل ﴿مالكم لا ترجون لله وقاراً﴾ قال: لا تخافون عظمة ربكم. قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت قول أبی ذؤیب (۲۸):

''طستی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے "مالکم لا ترجون لله وقاراً" کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: اس کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سے نہیں ڈرتے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے ابوذویب الھذلی کا یہ قول نہیں سنا''۔

إذا لسعته النحل لم يرج لسعها   وخالفها فی بيت نوبٍ عوامل(۲۹)

''جب شہد کی مکھی نے اسے ڈسا تو وہ اس کے ڈسنے سے نہیں ڈرا۔ اور مکھیوں کے چھتے میں کام کرنے والوں نے اس کی ممانعت کی''

ایک اور جگہ پر لغت میں شعر سے استدلال پیش کیا ہے۔

(۱۱) واخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له اخبرنی عن قولہ عزوجل ﴿لم يطمثهن﴾ قال: كذلك نساء أهل الجنة لم يرن منهن غير أزواجهن۔ قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: أما سمعت قول الشاعر وهو يقول:

''طستی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے قول باری تعالیٰ "لم يطمثهن" کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: جنتی عورتیں اسی طرح ہیں کہ ان کے خاوندوں کے سوا کوئی بھی ان کے قریب نہیں جائے گا۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا''

"مشين إلىّ لم يطمثن قبلی   وهن أصح من بيض النعام(۳۰)

''وہ میری طرف چل کر آئیں، انہوں نے مجھ سے پہلے کسی کو مس نہیں کیا تھا اور وہ شتر مرغ کے انڈے سے بڑھ کر سفید اور روشن ہیں''

(۱۲) واخرج الطستی فی مسائلہ عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرنی عن قولہ عزوجل ﴿وفومها﴾ قال: الفوم الحنطة. قال: وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم، أما سمعت قول أبی محجن الثقفی(۳۱):

''طستی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الأزرق نے ان سے قول باری تعالیٰ "وفومها" کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: اس سے مراد الحنطة (گندم) ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے ابو محجن کا یہ شعر نہیں سنا''۔

قد كنت أحسبنی كأغنى واحد   قدم المدينة عن زراعة فوم(۳۲)

''میں اپنے آپ کو یہ خیال کرتا تھا کہ ایک شخص نے مستغنی کر دیا ہے کہ لوگ گندم کی کاشت کی طرف پیش قدمی کریں''

(۱۳)   واخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له أخبرني عن قوله عزوجل ﴿طرائق قددا﴾ قال: المنقطعة فی کل وجه، قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم أما سمعت قول الشاعر:

''طستی نے مسائل میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ''طرائق قددا'' کے متعلق پوچھا تو فرمایا: جو ہر اعتبار سے کٹا ہوا ہو۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا''

''ولقد قلت وزید حاسر   یوم ولت خیل زید قدد﴾ (۳۳)

''تحقیق میں نے کہا اور زید اس دن خوب تھکا ہوا تھا جب اس کا گھوڑا کٹ کر بھاگا تھا''

(۱۴)   واخرج الطستی فی مسائله عن ابن عباسؓ، أن نافع بن الأزرق قال له اخبرني عن قوله عزوجل ﴿لقد خلقنا الإنسان فی کبد﴾ ما الکبد؟ قال: الإعتدال، قال وهل تعرف العرب ذلك؟ قال: نعم أما سمعت یقول لبید بن ربیعة:

''طستی نے مسائل میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے قول باری تعالیٰ ''لقد خلقنا الانسان فی کبد'' کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا: معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو معتدل اور سیدھا پیدا کیا۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعۃ کا قول نہیں سنا''

''یاعین هلّا بکیت أربد إذ   قمنا وقام الخصوم فی کبدٍ (۳۴)

''اے آنکھ تو کیوں نہیں روئی۔ رنگ خاکستر ہو گیا ہے جب کہ ہم کھڑے ہوئے اور خصم مقابل اور سیدھ میں آ کھڑا ہوا''

مذکورہ بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ لغت کے اثبات کے لئے عربی اشعار سے کس قدر استفادہ لیا گیا ہے۔ بلکہ لغت کے باب میں تو امام صاحبؒ نے کافی تعداد میں اشعار عرب سے استشہاد لیا ہے۔

خلاصہ بحث

شعر کی اہمیت نبی کریمﷺ نے خود واضح فرمائی ہے کہ ارشاد فرمایا:"ان من الشعر لحکمة" اور خود حسان بن ثابتؓ کو یہ حکم دینا کہ کفار کی ہجو کرو بیشک جبریلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔اس اہمیت کے پیش نظر امام جلال الدین السیوطیؒ نے بھی اپنے اسلاف کی خوب پیروی کی ہے کہ اُن کی طرح جہاں کہیں بھی شعر کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور رئیس المفسرین کے بیان کے مطابق شعراء عرب کے اشعار سے قرآن کی تفسیر کو اور بھی واضح کیا۔اور جس طرح شعر سے ہر زبان کی حفاظت ہوتی ہے اسی طرح جاہلیت کے شعراء کے اشعار سے بھی قرآن کی تفسیر ہوتی ہے۔

حوالہ جات

(۱) یوسف:۲

(۲) الزمر: ۲۸

(۳) فصلت:۳

(۴) احسان عباس،تاریخ النقد الادبی عند العرب: دار الثقافة، بیروت،طبع رابع (۱۴۰۴ھ)، ۱:۱۹۱

(۵) البخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح:۱۹/۱۱۶

(۶) ابن رشیق القیروانی،العمدة فی محاسن الشعر وآدابہ،۱:۳۔۴

(۷) ابوبکر بن ابی شیبة،عبداللہ بن محمد،مصنف:۸/۵۰۹،حدیث نمبر ۲۶۵۴۵،الدار السلفیة الھندیة۔سطن۔

(۸) ایضا

(۹) المدثر:۴

(۱۰) ابوجعفر،محمد بن جریر الطبری،تفسیر طبری،مؤسسة الرسالة، بیروت،طبع اول،۱۴۲۰ھ،سورة المدثر،۲۳:۹

(۱۱) الشعراء:۲۲۴ تا ۲۲۷۔

(۱۲) ابوجعفر الطبری،محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن: ۱۹/۴۱۵۔۴۲۲، مؤسسة الرسالة، طبع اول ۱۴۲۰ھ۔۲۰۰۰م۔

(۱۳) زرکلی،الاعلام: دار العلم للملایین،۳:۳۰۳

(۱۴) ابوسفیان بن الحارث: آپ کا پورا نام المغیرۃ بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم، ابوسفیان الہاشمی تھا۔جاہلیت اور اسلام دونوں کے بڑے شاعر تھے۔اور نبی کریمﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔جب نبی کریمﷺ نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو اس نے آپﷺ اور صحابہ کرامؓ کی ہجوہ شروع کی لیکن پھر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔مدینہ میں فوت ہوئے۔(زرکلی، الاعلام: ۷/ ۲۷۶)۔

(۱۵) امام السیوطی، جلال الدین، الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ، قاہرہ، ط۔اول (2003ء)، ۱: ۱۳۸۔۔امام طستی، مسائل نافع بن الازرق، الخاقان ولخابی للطبعۃ والنشر، ص۲۷۲۔

(۱۶) الأعشی: آپ کا پورا نام أعشی بن مازن عبداللہ بن الاعور ہے۔قبیلہ بنوتمیم سے تعلق تھا اور نبی کریمﷺ کے شعراء میں سے تھے۔آپ سے صدقۃ بن طیسلۃ اور ثعلبۃ المازنی روایت کرتے ہیں۔(الحسینی، شمس الدین، الإکمال بمن فی مسند احمد من الرجال سوی من ذکر فی تہذیب الکمال: ۱/۳۲، طبع نامعلوم)

(۱۷) الدرالمنثور، ۱: ۱۵۵۔۔۔دیوان الاعشیٰ: ص۳۵۔۔الاتقان فی علوم القرآن: ۲: ۱۰۴

(۱۸) الدرالمنثور: ۱/۳۳

(۱۹) الدرالمنثور: ۱/ ۴۰۷، مسائل نافع بن الازرق: ص۱۹۶

(۲۰) لبید بن ربیعۃ: آپ کا پورا نام لبید بن ربیعۃ بن عامر بن مالک تھا۔اپنے قوم بنوجعفر کے ساتھ نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔آپ جاہلیت اور اسلام دونوں میں بہت زیادہ شریف تھے۔اور اسلام لانے کے بعد اشعار کہنا چھوڑ دیئے۔ ۴۱ھ میں ۱۴۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔(ابوالحسن، علی بن ابی المکرّم المعروف بابن الاثیر، اسد الغابۃ: ۲/ ۴۴۷، داراحیاء التراث العربی، بیروت)۔

(۲۱) الدرالمنثور: ۳/ ۳۳۳، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۹۸

(۲۲) الدرالمنثور: ۳/ ۳۱۲، مسائل نافع الازرق: ص۱۹۹

(۲۳) الدرالمنثور: ۳/ ۳۱۹، مسائل نافع بن الأزرق: ص ۱۹۹

(۲۴) بشر بن ابی حازم: آپ کا پورا نام ابونوفل، بشر بن ابی حازم، عمرو بن عوف الاسدی تھا۔جاہلی شاعر اور بہادر تھے۔قبیلہ بنواسد سے تعلق تھا۔اشعار میں آپ کا اپنا ایک دیوان ہے۔ایک جنگ میں بنوواشلہ کے ایک

جوان نے آپ کو تیر مار کر قتل کر دیا۔(الزرکلی، الاعلام: ۲/۵۴، دار العلم للملایین، طبع ۱۵)۔

(۲۵) الدر المنثور: ۱۰/ ۱۱۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص ۱۰۸، س: ۴۴

(۲۶) حسان بن ثابتؓ: آپؓ کا پورا نام حسان بن ثابت المنذر بن حرام بن عمرو تھا۔ نبی کریم ﷺ کے شاعر تھے۔ زندگی کے ۶۰ سال جاہلیت میں اور ۶۰ سال اسلام میں گزارے۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو فرمایا: کافروں کا ہجوہ کرو جبرائیلؑ تمہارے ساتھ مدد کرے گا۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ کا دفاع اپنے اشعار کے ذریعے کیا۔۵۴ھ میں فوت ہوئے۔(ابن الاثیر، اسد الغابۃ: ۲/ ۵)

(۲۷) الدر المنثور: ۴/ ۴۵۰، مسائل نافع بن الازرق: ص ۶۲

(۲۸) ابو ذویب الهذلی: آپ کا پورا نام ابو ذویب، خویلد بن محرث تھا۔قبیلہ بنو ہذیل سے تعلق تھا۔جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا۔ مدینہ میں سکونت اختیار کیا تھا۔ ایام عثمان تک زندہ رہے۔آپ نے ''دیوان ابو ذویب'' لکھا۔ مصر میں وفات پائی۔(تراجم الموسوعۃ الشعریہ: ۱/ ۳۷۶)۔

(۲۹) الدر المنثور: ۱۰/ ۱۰۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص ۳۸

(۳۰) الدر المنثور: ۹/ ۳۷۰، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۸۸

(۳۱) ابو محجن: آپ کا پورا نام ابو محجن، عمرو بن حبیب بن عمرو بن عمیر ابن عوف الثقفی تھا۔ بڑے شاعر اور بہادر تھے۔لیکن شراب کے عادی تھے۔عمرؓ نے آپ کو سات یا آٹھ مرتبہ کوڑے بھی لگوائے اور سمندر کے ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن بھی کیا۔ جنگ قادسیہ میں بہادری سے لڑے۔آذر بائیجان یا جرجان میں فوف ہوئے۔(ابوالحسن، علی بن ابی الکرم، ابن الأثیر، اسد الغابۃ: ۲/ ۲۴۰)۔

(۳۲) الدر المنثور: ۱/ ۱۲۷، مسائل نافع بن الأزرق: ص ۴۰

(۳۳) الدر المنثور: ۱۰/ ۱۱۷، مسائل نافع بن الازرق: ص ۱۰۸

(۳۴) الدر المنثور: ۱۰/ ۲۶۹، مسائل نافع بن الأزرق: ص ۷۴